دوسری قسط

حد زنا آرڈی نینس کا سابقہ قانون سے موازنہ

ترتیب: ویمن ایڈ ٹرسٹ پاکستان

اسلام دنیا کا ایک ایسا آفاقی مذہب اور ضابطہ حیات ہے جس میں تمام طبقوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ قیامت تک کے ازمنہ کے مسائل کا حل موجود ہے جن پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر ہی انسانیت فلاح و بہبود کے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکتا ہے اسلام نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور کسی کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔

عائلی زندگی ہو یا معاشی معاملات، عبادات ہو یا اخلاقیات تمام پر اسلام نے ایک جامع قانون نافذ کیا ہے، جس میں فرد اور معاشرے کا پورا پورا خیال کیا ہے اور کسی کو بھی کسی کی حق تلفی کا حق نہیں دیا، بلکہ انصاف و مساوات کا درس دیا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسانی معاشرہ صالح، معیاری اور مثالی ہو، جرائم و فواحش سے پاک صاف ہو۔ اسلام نے جرائم کے لئے سخت ترین سزئیں اس لئے مقرر کیں ہیں، کہ سماج سے برائیوں کا جڑ کٹ جائے اور کسی باغی و ظالم کو لوگوں پر دست درازی اور ظلم و زیادتی کرنے معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے اور لوگوں کی زندگی کو مکدر اور تلخ بنانے کی جرأت نہ ہو، پاکیزہ صفات اور اعلیٰ انسانی قدریں فروغ پائیں۔

ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض ایک ٹکڑا زمین حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا، بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ چاہتے تھے جہاں اسلام کے اصولوں کو آزمایا جا سکے۔ چنانچہ اس خواہش کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے پاکستان میں شروع ہی دن سے اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں سرکاری و غیر سرکاری دونوں سطحوں پر ہوتی رہیں مارچ 1949ء پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد متفق علیہ قانونی اور دستوری دستاویز کے طور پر منظور کر کے اس سفر کا آغاز کیا۔ پھر جنوری 1951ء، 1962ء میں طوائفوں کے دھندے کو ممنوع قرار دینے کا اقدام، 1973ء، 1977ء اور 1979ء میں نفاذ حدود آرڈی نینس کا اقدام ہے۔

اصولاً حد زنا آرڈی نینس پر بحث اس پس منظر میں ہونی چاہئے کہ پاکستان کے عوام کی عظیم اکثریت اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات اور اسلامی قانون کے تحت زندگی گزارنے کی خواہش مند ہے، اور درحقیقت اس بناء پر آئین پاکستا کی تدوین کے لئے قرارداد مقاصد 1949ء میں منظور کی گئی تھی۔ جو تا حال دستور کا حصہ ہے اس قرارداد میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ اور اسلام کے نظام عدل و مساوات کو واضح طور پر مملکت کے رہنما اصول کے طور پر اپنایا گیا ہے چنانچہ توجہ ان سوالات پر ہونی چاہئے کہ کیا حدود قوانین ماضی کے قانون کے مقابلہ میں اسلامی تعلیمات سے قریب تر ہیں؟ اور انہیں اسلامی تعلیمات سے مزید قریب ترکیوں کر بنایا جا سکتا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ویمن ایڈ ٹرسٹ کی جانب سے زیر نظر رپورٹ کی صورت میں اس عمل کو آگے بڑھانے میں ایک اہم قدم اٹھایا ہے۔ یہ رپورٹ حدود قوانین میں سے سب سے زیادہ زیر بحث آنے والے، حد زنا آرڈی نینس کے جائزہ پر مبنی ہے۔ اور ہم نے کوشش کی ہے، کہ معروضی

طور پر جائزہ لے کر موازنہ کر کے یہ بتایا جائے کہ حدزنا آرڈی نینس نے تعزیرات پاکستان کی جن دفعات کی جگہ لی ہے وہ دفعات خواتین کے تحفظ اور انہیں انصاف دلانے کے لئے کس حد تک جامع اور اسلامی تعلیمات سے قریب تھیں اور کیا حدزنا آرڈی نینس کے ذریعہ خواتین کے تحفظ اوران کے لئے انصاف کے حصول کے امکانات میں اضافہ ہوا ہے۔اس کے ساتھ ہی حدزنا آرڈی نینس پر عمل درآمد کے ضمن میں سامنے آنے والی خرابیوں کی اصلاح کے لئے اقدامات اور تجاویز بھی سفارشات کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔

ایک صحت مند معاشرے میں اختلاف رائے ذہنی نشوونما اور شعور کی پختگی کے لئے نہایت ضروری ہے لیکن اس عمل کے مثبت اثرات صرف اسی وقت مرتب ہو سکتے ہیں جب اختلاف کی بنیاد علم اور معقولیت کے دائرے میں رہے، محض مخالفت اور پروپیگنڈہ جس کی بنیاد حقیقت اور علمیت پر مبنی نہ ہو وہ معاشرے میں بگاڑ اور فساد کی وجہ بن سکتی ہے۔

الحمدللہ کہ آج متحدہ مجلس عمل کے قائدین بھی اسی جذبے سے سرشار ہو کر اس بل کے مثبت پہلوؤں کی تفہیم کے لئے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت کرے اور ان کو استقامت نصیب فرماویں۔

چنانچہ موجودہ حالات میں حکومتی اور سیاسی پارٹیوں اور مختلف تنظیموں کی جانب سے حدود آرڈی نینس پر بحث کی جارہی ہے۔لہٰذا قارئین کے استفادہ کے لئے اس کی دوسری قسط پیش کی جارہی ہے۔(ادارہ)

1 ...... تعریف زنا	2 ...... تعریف زنا بالجبر
3 ...... معیار شہادت	4 ...... اغواء
5 ...... غیر فطری فعل کے لئے اغواء	6 ...... عصمت فروشی
7 ...... دھوکہ سے مباشرت	8 ...... عورت کو بہلا پھسلا کر لے جانا
9 ...... جج کا مذہب	10 ...... حدزنا آرڈی نینس پر اعتراضات کا جائزہ

حدزنا آرڈی نینس 1979ء کی دفعہ نمبر (3) کے مطابق سابقہ قانون یعنی تعزیرات پاکستان کی دفعات نمبر 366، 372، 373، 375، 376، 493، 497 اور 498 منسوخ کر دی گئیں ہیں۔جب کہ دفعہ نمبر 367 کے یہ الفاظ ''یا کسی فرد کا غیر فطری فعل'' حذف کر دیے گئے ہیں۔ذیل میں ہم موجودہ اور سابقہ دونوں قوانین کا موازنہ پیش کر رہے ہیں۔

(ا) تعریف زنا:

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ 497 میں زنا کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

جو کوئی کسی عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے یا یقین رکھتا ہے کہ وہ کسی اور کی بیوی ہے اور اس شخص

کی اجازت یا اس کی ملی بھگت کے بغیر اس فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ نیز اس کا یہ فعل زنا بالجبر کے زمرے میں بھی نہیں آتا تو کہا جائے گا کہ اس نے زنا کے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اسے 5 سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔ اس مقدمہ میں بیوی کو بطور ترغیب دینے والی کے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

موجودہ قانون: حد زنا آرڈی نینس کی دفعہ نمبر 4 زنا کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کرتی ہے۔

ایک مرد اور ایک عورت جو جائز طور پر آپس میں شادی شدہ نہیں ہے زنا کے مرتکب ہوں گے۔ اگر وہ بلا جبر و اکراہ ایک دوسرے کے ساتھ مباشرت کرتے ہیں۔

وضاحت: مباشرت جو زنا کا موجب ہوتی ہے، کے لئے دخول ہی کافی ہے عمل کا مکمل ہونا ضروری نہیں۔

موازنہ: ان دونوں دفعات کے مطالعہ اور موازنہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ :

☆ سابقہ قانون کے مطابق عورت کو زنا کے جرم میں ملزم قرار نہیں دیا جا سکتا تھا بلکہ صرف مرد ہی ملزم قرار پاتا تھا جب کہ موجودہ قانون کے تحت مرد و عورت دونوں ملزم قرار پاتے ہیں۔ اگر وہ جرم کا ارتکاب باہمی رضامندی سے کرتے ہیں۔

☆ سابقہ قانون کے تحت صرف زنا کی مرتکب عورت کا خاوند مدعی بن کر دوسرے شخص کے خلاف مقدمہ درج کرا سکتا تھا۔ جب کہ موجودہ قانون میں کوئی بھی شہری مدعی ہو سکتا ہے۔

☆ سابقہ قانون کے مطابق صرف کسی دوسرے کے بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا جرم تھا بالفاظ دیگر زنا بذات خود کوئی جرم نہیں تھا بلکہ وہ اس لئے جرم تھا کہ کسی دوسرے کے حق میں مداخلت کی گئی ہے جب کہ موجودہ قانون کسی بھی عورت کے ساتھ ارتکاب زنا کو جرم قرار دیتا ہے۔ سابقہ قانون کے مطابق اگر اس فعل کا ارتکاب اس عورت کے شوہر کی مرضی یا ملی بھگت سے کیا جاتا یا یہ فعل زنا بالجبر کے زمرے میں نہ آتا تو یہ کوئی جرم نہیں تھا جب کہ موجودہ قانون کے مطابق یہ مطلقاً جرم ہے چاہے اس میں خاوند کی مرضی شامل ہو یا نہ ہو۔

☆ سابقہ قانون کے مطابق اگر کوئی شخص کسی غیر شادی شدہ عورت، بیوہ یا مطلقہ کے ساتھ اس فعل کا ارتکاب کرتا تو اس کا یہ فعل زنا کے زمرے میں نہیں آتا تھا۔ جب کہ موجودہ قانون کے مطابق یہ جرم ہے چاہے اس کا ارتکاب کسی شادی شدہ یا غیر شادی شدہ فرد کے ساتھ کیا جائے۔

☆ سابقہ قانون میں اس جرم کی سزا 5 سال قید یا جرمانہ یا دونوں تھیں جب کہ موجودہ قانون کے مطابق حد کی صورت میں اس کی سزا سنگسار کے ذریعے موت یا سو کوڑے ہیں اور تعزیر کی صورت میں 10 سال قید بامشقت، 30 تک کوڑوں اور جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔

☆ سابقہ قانون میں یہ جرم قابل راضی نامہ تھا اگر مدعی ملزم کو معاف کر دیتا تو مقدمہ خارج کر دیا جاتا تھا۔ جب کہ موجودہ قانون کے مطابق یہ جرم نا قابل راضی نامہ ہے۔

☆ سابقہ قانون میں یہ جرم قابل ضمانت تھا یعنی ملزم گرفتار ہوتے ہی ضمانت پر رہا کر دیا جاتا تھا۔ جب کہ موجودہ قانون میں یہ نا قابل ضمانت ہے اور صرف مخصوص حالات میں ملزم ضمانت پر رہا کیا جاسکتا ہے۔

(۲) تعریف زنا بالجبر:

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 375 میں زنا بالجبر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

ایک مرد زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے اگر وہ ایک عورت سے ایسے حالات میں مباشرت کرتا ہے جو مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی کے زمرے میں آتے ہوں:

(اولاً) عورت کی رضامندی کے خلاف۔

(ثانیاً) عورت کی رضامندی کے بغیر۔

(ثالثاً) عورت کی رضامندی سے جب اس کی رضامندی اسے جان سے مار دینے یا زخمی کر دینے کے خوف میں مبتلا کر کے حاصل کی گئی ہو۔

(رابعاً) عورت کی رضامندی سے جب مرد جانتا ہو کہ وہ اس کا خاوند نہیں اور عورت صرف اس لئے رضامندی کا اظہار کر دے کہ وہ یقین رکھتی ہو کہ اس شخص کے ساتھ اس کا قانونی نکاح ہے۔

(خامساً) عورت کی رضامندی سے یا اس کے بغیر جب وہ 15 سال سے کم عمر کی ہو۔

وضاحت: مباشرت کے لئے دخول کافی ہے عمل کا مکمل ہونا ضروری نہیں۔

استثناء: ایک مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا، جب وہ 13 سال سے کم عمر نہ ہو، زنا کے زمرے میں نہیں آتا۔

اسی طرح سابقہ قانون یعنی تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 376 میں زنا بالجبر کی سزا کا ذکر ہے جس کے الفاظ یہ ہے۔

جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے عمر قید یا 10 سال تک قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی، الا یہ کہ زیادتی کا شکار عورت اس کی اپنی بیوی ہو اور اس کی عمر 12 سال سے کم نہ ہو ایسی صورت میں اسے 2 سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔

موجودہ قانون: حد زنا آرڈی نینس کی دفعہ نمبر 6 زنا بالجبر کی تعریف اور اس کی سزا اس طرح بیان کرتی ہے۔

(۱) ایک شخص زنا بالجبر کا ارتکاب کرے گا اگر وہ کسی ایسے مرد یا کسی ایسی عورت سے مباشرت کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا جائز نکاح

نہیں ہے بشرطیکہ حالات مندرجہ ذیل ہوں۔

ا۔ زیادتی کے شکار کی رضامندی کے خلاف۔ ب۔ زیادتی کے شکار کی رضامندی کے بغیر۔

ج۔ زیادتی کے شکار کی رضامندی سے جب یہ رضامندی موت یا زخمی کرنے کا خوف دلا کر حاصل کی گئی ہو۔

د۔ زیادتی کے شکار کی رضامندی سے جب مجرم جانتا ہو کہ اس سے جائز نکاح نہیں ہے اور زیادتی کا شکار سمجھتا ہو کہ وہ وہی شخص ہے جس کے ساتھ اس کا جائز نکاح ہے۔

وضاحت: زنا بالجبر کے ارتکاب کے لئے دخول کافی ہے عمل کا مکمل ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۲) زنا بالجبر میں حد جاری ہوگی اگر اس کا ارتکاب دفعہ نمبر 5(ا) میں دیئے گئے حالات میں کیا جائے۔

(۳) جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے جس میں حد جاری ہوگی تو اس آرڈی نینس کی دیگر دفعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے۔

ا۔ اگر وہ مرد یا عورت محصن (شادی شدہ) ہے تو اسے عوام الناس کے سامنے سنگسار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

ب۔ اور اگر وہ مرد یا عورت محصن نہیں تو اسے عوام الناس کے سامنے 100 کوڑے لگائے جائیں گے اور کوئی دیگر سزا بھی دی جائے گی جو مقدمہ کے حالات کے مطابق عدالت مناسب سمجھے، یہ سزائے موت بھی ہو سکتی ہے۔

اس طرح حد زنا حد آرڈی نینس کے دفعہ 10 کے مطابق:(ا) دفعہ نمبر 7 کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو کوئی بھی زنا یا زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے جس میں حد جاری نہیں ہوگی یا ثبوت کی وہ صورتیں جو دفعہ نمبر 8 میں دی گئی ہے موجود نہیں ہیں اور قذف کی سزا جس میں حد جاری ہوتی ہے مستغیث کو نہ دی گئی ہو اس آرڈی نینس کے تحت اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔

(۲) جو کوئی بھی زنا جس میں تعزیری کی سزا دی جائے کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے 10 سال تک قید بامشقت، 30 تک کوڑوں اور جرمانہ کی سزا بھی ہوگی۔

(۳) ذیلی دفعہ 4 کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو کوئی بھی زنا بالجبر جس میں تعزیر ہوگی کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے قید بامشقت کی سزا دی جائے گی جو 4 سال سے کم اور 25 سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں 30 تک کوڑوں کی سزا بھی دی جائے دی جائے گی۔

(۴) جب زنا بالجبر جس میں تعزیری کی سزا دی جاتی ہے کا ارتکاب دو یا دو سے زیادہ افراد باہم صلاح مشورہ ہو کر کریں گے تو ان میں سے ہر ایک کو موت کی سزا دی جائے گی۔

موازنہ: ان دفعات کے مطالعہ اور موازنہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ:

☆ سابقہ قانون کے تحت صرف مرد زنا بالجبر کا ملزم ہو سکتا ہے جب کہ موجودہ قانون میں مرد اور عورت میں سے کوئی بھی ملزم ہو سکتا ہے۔

☆ سابقہ قانون میں پندرہ سال سے کم عمر عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے بھی اگر زنا کا ارتکاب کیا جاتا تو وہ زنا بالجبر کے

زمرے میں آتا تھا جب کہ موجودہ قانون میں عمر کی بجائے بلوغ کو معیار بنایا گیا ہے۔اور کوئی بھی نابالغ لڑکی چاہے اس کی عمر 15 سال سے کم ہو یا زیادہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب زنا بالجبر کہلائے گا۔

☆ سابقہ قانون کے مطابق زنا بالجبر کی سزا عمر قید یا 10 سال تک قید اور جرمانہ تھی جب کہ موجودہ قانون کے مطابق حد کی صورت میں زنا بالجبر کی سزا شادی شدہ شخص کیلئے سنگسار کے ذریعے سزائے موت اور غیر شادہ شدہ کیلئے 100 کوڑوں کی سزا ہے اگر مخصوص حالات میں عدالت سمجھے تو ایسے شخص کو مزید بھی کوئی سزا دے سکتی ہے جو کہ سزائے موت بھی ہوسکتی ہے اگر کسی وجہ سے زنا بالجبر میں حد جاری نہ ہوسکتی ہو تو تعزیرا ایسے شخص کو سزائے قید دی جائے گی جو 4 سال سے 25 سال تک ہوسکتی ہے نیز اسے 30 تک کوڑے بھی مارے جائیں گے اسی طرح اگر زنا بالجبر کا ارتکاب دو یا دو سے زیادہ افراد باہم صلاح مشورہ سے کرتے ہیں تو ایسے تمام افراد کو سزائے موت دی جائے گی۔

(۳) معیار شہادت:

تعزیرات پاکستان میں کسی جرم کے ثبوت کے لئے عام معیار شہادت مقرر تھا موجودہ قانون میں دفعہ نمبر 5 کو چھوڑ کر چونکہ باقی تمام دفعات میں تعزیری سزائیں ہیں لہٰذا اُن کے ثبوت کے لئے بھی عام معیار شہادت درکار ہے۔ چونکہ دفعہ نمبر 5 میں دی گئی حد کی سزا غیر معمولی سزا ہے لہٰذا اس کے لئے معیار ثبوت بھی غیر معمولی یعنی چار مردوں کی گواہی رکھا گیا ہے۔

(۴) اغواء:

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 366 کے الفاظ یہ ہے۔

جو کوئی کسی عورت کو اس نیت کے ساتھ اغواء کرتا ہے کو وہ خود اسے مجبور کرے گا، یا یہ حقیقت معلوم کرنے کے باوجود کہ اُسے مجبور کیا جائے گا، کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی سے شادی کرے یا کسی کے ساتھ مباشرت کرے یا یہ حقیقت معلوم ہونے کے باوجود کہ اسے مباشرت کرنے پر مجبور کیا جائے گا یا ورغلایا جائے گا وہ ایسا کرتا ہے تو اسے 10 سال تک قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی اسی طرح اگر کوئی مجرمانہ دھمکی دے کر یا اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے یا کسی بھی دوسرے طریقے سے کسی عورت کو مجبور کرتا ہے یا ورغلاتا ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس بات کا امکان ہے کہ اسے مجبور کیا جائے گا یا ورغلایا جائے گا کہ کسی کے ساتھ مباشرت کرے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے بھی اوپر بیان کردہ سزا دی جائے گی۔

موجودہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 366 کو موجودہ قانون کی دفعہ نمبر 11 بنا دیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

جو کوئی کسی عورت کو اس نیت کے ساتھ اغواء کرتا ہے کو وہ خود اُسے مجبور کرے گا یا یہ حقیقت معلوم ہونے کے باوجود کہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی سے شادی کرے یا کسی کے ساتھ مباشرت کرے یا یہ حقیقت معلوم ہونے کے باوجود کہ اسے

مباشرت کرنے پر مجبور کیا جائے گا یا ورغلایا جائے گا وہ ایسا کرتا ہے تو اسے عمر قید، 30 تک کوڑوں اور جرمانہ کی سزادی جائے گی۔اسی طرح اگر کوئی مجرمانہ دھمکی دے کر یا اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے یا کسی بھی دوسرے طریقے سے کسی عورت کو مجبور کرتا ہے یا ورغلاتا ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے یا اس نیت کے ساتھ یا یہ جانتے ہوئے کہ اس بات کا امکان ہے کہ اسے مجبور کر دیا جائے گا یا ورغلایا جائے گا کہ کسی کے ساتھ مباشرت کرے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے بھی اوپر بیان کردہ سزادی جائے گی۔

موازنہ: ان دونوں دفعات کے موازنہ سے پتہ چلتا ہے۔کہ سابقہ قانون کی دفعہ نمبر 366 کو من وعن نقل کرتے ہوئے دفعہ نمبر 11 بنادیا گیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ پہلے اس کی سزا10 سال تک تھی لیکن اب اسے بڑھا کر عمر قیداور 30 تک کوڑوں اور جرمانہ کی سزا کر دیا گیا ہے اس طرح یہ دفعہ عورتوں کے حق میں قرار پائے گی۔

(۵) غیر فطری فعل کے لئے اغواء:

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 367 کے مطابق:

جو کوئی کسی کو اس نیت کے ساتھ اغواء کرتا ہے کہ وہ اسے زخمی کرے گا یا غلام بنائے گا یا اس کے ساتھ غیر فطری فعل کا ارتکاب کرے گا یا یہ جانتے ہوئے کہ اس کے ساتھ ایسا کئے جانے کا امکان ہے اسے کسی ایسے خطرے میں مبتلا کرتا ہے تو اسے 10 سال تک قیداور جرمانہ کی سزادی جائے گی۔

موجودہ قانون: سابقہ قانون کی مذکورہ بالا دفعہ کا یہ حصہ ''یا اس کے ساتھ غیر فطری فعل کا ارتکاب کرے گا'' کو حذف کرتے ہوئے حدود آرڈی نینس میں دفعہ نمبر 12 کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

جو کوئی کسی شخص کے ساتھ بدفعلی (غیر فطری فعل) کرنے کے لئے یا اسے کسی کے حوالے کر کے بدفعلی کے خطرے میں ڈالنے کیلئے یا یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اس کے ساتھ بدفعلی کی جائے گی یا اسے بدفعلی کے لئے کسی کے حوالے کئے جانے کا امکان ہے اغواء کرتا ہے تو اسے سزائے موت یا 25 سال قید با مشقت کی سزادی جائے گی اور جرمانہ بھی ہوگا۔تاہم اگر سزا قید کی ہے تو اسے 30 تک کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی۔

موازنہ: دونوں قوانین کے موازنہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ موجودہ قانون میں غیر فطری فعل کے ارتکاب کے لئے کسی اغواء کرنے کی سزا10 سال تھی جسے موجودہ قانون میں بڑھا کر سزائے موت یا 25 سال قید با مشقت اور جرمانہ کر دی گئی ہے اگر سزا قید کی ہوگی تو اسے 30 تک کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی۔

(۶) عصمت فروشی:

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 372 کے الفاظ یہ ہے۔

جو کوئی کسی شخص جس کی عمر 18 سال سے کم ہے اس کو اس نیت سے بیچتا ہے، کرایہ پر دیتا ہے یا کسی کے حوالے کرتا ہے کہ اسے کسی بھی وقت عصمت فروشی کے لئے یا مباشرت کرنے کے لئے یا کسی بھی غیر قانونی یا غیر اخلاقی مقصد کے لئے استعمال کیا جائے گا یا یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ ایسے آدمی کو کسی بھی وقت ایسے کسی مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے 10 سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

وضاحت: ا۔ جب کسی عورت کو کسی عصمت فروش کے ہاتھ یا کسی ایسے شخص کے ہاتھ جو قحبہ خانہ چلا رہا ہے فروخت کیا جاتا ہے یا کرایہ پر دیا جاتا ہے۔ یا اس کے حوالے کیا جاتا ہے تو فرض کیا جائے گا کہ اس عورت کو عصمت فروشی کے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی نیت سے اس کے حوالے کیا گیا ہے الّا یہ کہ اس کے برعکس ثابت ہو جائے۔

ب۔ اس دفعہ میں اور دفعہ نمبر 18 میں استعمال ہونے والے لفظ ''ناجائز مباشرت'' سے مراد وہ ایسے افراد کے درمیان مباشرت ہے جو باہم جائز طور پر شادی شدہ نہیں ہے یا ایسا تعلق جو شادی تو نہیں کہلا سکتا لیکن کسی کے شخصی قانون یا کسی طبقہ کی روایات یا جہاں دونوں کسی مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہوں تو مختلف طبقات اسے شادی جیسا تعلق تسلیم کرتے ہوں۔

اسی طرح دفعہ نمبر 373 کے الفاظ یہ ہیں۔

جو کوئی کسی شخص کو جس کی عمر 18 سال سے کم ہے اس نیت کے ساتھ خریدتا ہے، کرایہ پر لیتا ہے یا اس کے علاوہ کسی طریقے سے حاصل کرتا ہے۔ کہ اس کو کسی بھی وقت عصمت فروشی کے لئے یا کسی شخص کے ساتھ مباشرت کرنے کیلئے یا کسی دیگر غیر قانونی یا غیر اخلاقی مقصد کے لئے استعمال کرے گا یا یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اس کو کسی بھی وقت ایسے کسی مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہو وہ ایسا کرتا ہے تو اسے 10 سال قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

وضاحت: کوئی عصمت فروش یا ایسا شخص جو قحبہ خانہ چلا رہا ہو کسی عورت کو خریدتا ہے، کرایہ پر لیتا یا کسی اور طریقے سے حاصل کرتا ہے تو فرض کیا جائے گا کہ اس عورت کو عصمت فروشی کے لئے استعمال کرنے کی غرض سے حاصل کیا گیا ہے الّا یہ کہ اس کے برعکس ثابت ہو جائے۔ موجودہ قانون حد زنا آرڈی نینس میں مندرجہ بالا دونوں دفعات کو خذف کرتے ہوئے بالترتیب دفعہ نمبر 13 اور 14 کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دفعہ نمبر 13 کے الفاظ یہ ہے:

جو کوئی کسی شخص کو اس نیت سے بیچتا ہے، کرایہ پر دیتا ہے یا کسی کے حوالے کرتا ہے کہ اسے کسی بھی وقت عصمت فروشی کے لئے یا مباشرت کرنے کے لئے یا کسی بھی غیر قانونی یا غیر اخلاقی مقصد کے لئے استعمال کیا جائے گا یا یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ ایسے آدمی کو کسی بھی وقت ایسے کسی مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے عمر قید، 30 تک کوڑوں اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

وضاحت: جب کسی عورت کو کسی عصمت فروش کے ہاتھ یا کسی ایسے شخص کے ہاتھ جو قحبہ خانہ چلا رہا ہے فروخت کیا جاتا ہے یا کرایہ پر دیا جاتا ہے۔ یا اس کے حوالے کیا جاتا ہے تو فرض کیا جائے گا کہ اس عورت کو عصمت فروشی کے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی نیت سے اس کے حوالے کیا گیا ہے الا یہ کہ اس کے برعکس ثابت ہو جائے۔

ب: اس دفعہ میں اور دفعہ نمبر 18 میں استعمال ہونے والے لفظ ''ناجائز مباشرت'' سے مراد دو ایسے افراد کے درمیان مباشرت ہے جو باہم جائز طور پر شادی شدہ نہیں ہیں۔

جب کہ دفعہ نمبر 14 کے الفاظ یہ ہے:

جو کوئی اس نیت کے ساتھ کسی کو خریدتا ہے، کرایہ پر لیتا ہے یا اس کے علاوہ کسی طریقے سے حاصل کرتا ہے کہ اس کو کسی بھی وقت عصمت فروشی کے لئے یا کسی شخص کے ساتھ مباشرت کرنے کے لئے یا کسی دیگر غیر قانونی، غیر اخلاقی مقصد کے لئے استعمال کرے گا یا یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اس کو کسی بھی وقت ایسے کسی مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے عمر قید، 30 تک کوڑوں اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

وضاحت: کوئی عصمت فروش یا ایسا شخص جو قحبہ خانہ چلا رہا ہو کسی عورت کو خریدتا ہے کرایہ پر لیتا یا کسی اور طریقے سے حاصل کرتا ہے تو فرض کیا جائے گا کہ اس عورت کو عصمت فروشی کیلئے استعمال کرنے کی غرض سے حاصل کیا گیا ہے الا یہ کہ اس کے برعکس ثابت ہو جائے

موازنہ: مندرجہ بالا دفعات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سابقہ قانون یعنی تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 372 اور 373 کو من عن نقل کرتے ہوئے اس آرڈی نینس کی دفعہ نمبر 13 اور 14 بنا دیا گیا ہے۔ تاہم اس میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

☆ دفعہ 372 اور 373 کا اطلاق 18 سال کی عمر تک کے افراد کی خرید و فرخت پر ہوتا تھا۔ جب کی اس دفعہ میں یہ حد ختم کر دی گئی ہے اب کسی بھی عمر کی عورت کی عصمت فروشی کی غرض سے خرید و فروخت یا کرایہ داری جرم تصور ہو گی۔

☆ سابقہ قانون میں سزا 10 سال قید اور جرمانہ تھی جسے بڑھا کر عمر قید، 30 تک کوڑوں کی سزا اور جرمانہ کر دی گئی ہے۔ نیز دفعہ 372 کی وضاحت نمبر 2 کے یہ الفاظ ''یا ایسا تعلق جو شادی تو نہیں کہلا سکتا لیکن کسی کے شخصی قانون یا کسی طبقہ کی روایات یا جہاں دونوں کسی مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہوں تو مختلف طبقات اسے شادی جیسا تعلق تسلیم کرتے ہوں'' حذف کر دیئے گئے ہیں۔

☆ سابقہ قانون کی دفعات نمبر 372 اور 373 کے بغور مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے اس قانون کے تحت عصمت فروشی کے دھندے کو تحفظ حاصل تھا کوئی بھی شخص جو قحبہ خانہ چلاتا تھا یا عصمت فروشی کی غرض سے خواتین کو خریدتا یا بیچتا تھا یا کرائے پر لیتا یا دیتا تھا تو اسے قانونی تحفظ حاصل تھا اس کا یہ فعل جرم صرف اس صورت میں قرار پاتا تھا اگر وہ 18 سال سے کم عمر خواتین کو اپنے اس مکروہ دھندے کیلئے استعمال کرتا لیکن موجودہ قانون میں خواتین کی عفت و عصمت کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اور ان کے تقدس کو بحال کرتے ہوئے عصمت فروشی کی غرض سے کسی بھی خاتون کو جانوروں کی طرح خرید و فروخت اور کرایہ داری کو جرم قرار دیتے ہوئے نسبتاً سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔

(۷) دھوکہ سے مباشرت:

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 493 کے الفاظ یہ ہے۔

کوئی بھی ایسا مرد جو دھوکہ سے ایک عورت کو یقین دلائے کہ وہ اس کی بیوی ہے جب کہ وہ اس کی بیوی نہ ہو اور پھر اسے مباشرت کرے تو اسے 10 سال تک قید اور جرمانے کی سزادی جائے گی۔

موجودہ قانون: سابقہ قانون کی دفعہ نمبر 493 کو منسوخ کرتے ہوئے حدزنا آرڈی نینس کی دفعہ نمبر 15 بنادی گئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہے۔ کوئی بھی ایسا مرد جو دھوکہ سے ایک عورت کو یقین دلائے کہ وہ اس کی بیوی ہے جب کہ وہ اس کی بیوی نہ ہو اور پھر اس سے مباشرت کرے۔ تو اسے 25 سال تک قید بامشقت، 30 تک کوڑوں اور جرمانے کی سزادی جائے گی۔

موازنہ: ان دونوں دفعات کے مطالعہ اور موازنہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سابقہ قانون کی دفعہ نمبر 493 کو من وعن نقل کرتے ہوئے موجودہ قانون کی دفعہ نمبر 15 بنادیا گیا ہے۔ یہاں بھی خواتین کے ساتھ دھوکہ دہی کے ذریعے زیادتی کرنے والے شخص کی سزا 10 سال سے بڑھا کر 25 سال قید بامشقت، 30 تک کوڑوں اور جرمانے کی سزادی گئی ہے۔

(۸) عورت کو بہلا پھسلا کر لے جانا:۔

سابقہ قانون: تعزیرات پاکستان کی دفعہ 498 کے الفاظ یہ ہیں:

جو کوئی کسی عورت کو اس نیت کے ساتھ بہلا پھسلا کر لے جاتا ہے کہ وہ کسی شخص سے مباشرت کرے گی یا اس نیت سے اُس عورت کو چھپا کر رکھتا ہے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ کسی اور شخص کی بیوی ہے یا کوئی اور شخص اس کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہے تو اسے 2 سال قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں کی سزادی جائے گی۔

موجودہ قانون: سابقہ قانون کی دفعہ نمبر 498 کو خذف کرتے ہوئے حدزنا آرڈی نینس کی دفعہ نمبر 16 کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہے: جو کوئی کسی عورت کو اس نیت کے ساتھ بہلا پھسلا کر لے جاتا ہے کہ وہ کسی شخص سے مباشرت کرے گی یا اس نیت سے اس عورت کو چھپا کر رکھتا ہے یا قید کر رکھتا ہے تو اسے 7 سال تک قید، 30 تک کوڑوں اور جرمانے کی سزادی جائے گی۔

موازنہ: ان دونوں دفعات کے موازنہ اور مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان دفعات کا اطلاق صرف مردوں پر ہوتا ہے اور عورتوں کو اس دفعہ کے تحت ملزم نہیں بنایا جاسکتا، اس دفعہ میں بھی عورت کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے سزا 2 سال یا جرمانہ یا دونوں سے بڑھا کر 7 سال تک قید، 30 تک کوڑوں اور جرمانہ کردی گئی ہے۔

(۹) ضابطہ فوجداری کا اطلاق:

سابقہ قانون میں مقدمہ کے اندارج سے لے کر مقدمہ کے فیصلہ اور اپیل کی سماعت تک کے لئے وہی طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے جو ضابطہ فوجداری میں دیا گیا ہے۔ موجودہ قانون کی دفعہ نمبر 20 اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اس قانون میں بھی ضابطہ فوجداری کی اطلاق ضروری تبدیلیوں کے ساتھ ہوگا تاہم موجودہ قانون کے تحت تمام مقدمات سیشن کورٹ میں چلائے جائیں گے۔ اور فیصلوں کے خلاف اپیل وفاقی شرعی عدالت میں کی جاسکے گی۔

(۱۰) جج کا مذہب:

سابقہ قانون کے تحت کوئی بھی جج مقدمہ کی سماعت کرسکتا تھا لیکن موجودہ قانون کی دفعہ نمبر 21 اس بات کو واضح کرتی ہے اس قانون کے تحت جس عدالت میں مقدمہ چلے گا یا اپیل کی سماعت ہوگی اس کا جج مسلمان ہوگا تاہم غیر مسلم ملزم کی صورت میں جج غیر مسلم ہوسکتا ہے

حد زنا آرڈی نینس پر اعتراضات کا جائزہ:

☆ کیا اس آرڈی نینس کو جلدی میں مدون ونافذ کیا گیا؟

☆ کیا اس آرڈی نینس کو غیر جمہوری انداز میں نافذ کیا گیا؟

☆ کیا مثالی اسلامی معاشرہ کے قیام کے بغیر حد زنا آرڈی نینس کا نفاذ مناسب ہے؟

☆ کیا سزا کے لئے بلوغت کو معیار بنانا درست نہیں ہے؟

☆ کیا سابقہ قانون اس آرڈی نینس سے بہتر تھا؟

☆ کیا سنگساری اور کوڑوں کی سزائیں ظالمانہ ہیں؟

☆ کیا سنگساری کی سزا غیر اسلامی ہے؟

☆ کیا حد زنا آرڈی نینس میں عورت گواہی کے حق سے محروم ہیں۔؟

☆ کیا اس آرڈی نینس کا غیر مسلموں پر اطلاق درست ہے؟

☆ عیسائیوں کے قانون طلاق کا مسئلہ ؟

☆ کیا حد زنا ایک بے فائدہ قانون ہے؟

☆ کیا مظلوم خاتون کو ملزمہ بنانا درست ہے؟

☆ خواتین کے خلاف دفعہ نمبر 16 کے تحت مقدمات کا اندراج کیوں؟

☆ حد زنا آرڈی نینس کا خواتین کے خلاف غلط استعمال کیوں؟

☆ نکاح پر نکاح کے مقدمات کا مسئلہ؟

حدزنا آرڈی نینس پر اعتراضات کا جائزہ:

حدزنا آرڈی نینس پر عام طور پر مندرجہ ذیل اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ان اعتراضات کا ایک جائزہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

کیا آرڈی نینس کو جلدی میں مدون و نافذ کیا گیا؟

حدزنا آرڈنینس پر سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ قوانین اچانک منظر عام پر آئے، جن پر نہ تو کسی بحث کی ضرورت محسوس کی گئی اور نہ ہی کسی سطح پر کوئی تبادلہ خیال یا غور وخوض کیا گیا۔نیز ان کے نفاذ کے ممکنہ نتائج کے تجزیے کا بھی کوئی اہتمام نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان کا مصنف کون ہے؟ جو لوگ حقیقت حال سے واقف ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ حقیقتاً محض ایک غلط فہمی ہے جناب شریف الدین پیرزادہ، جناب اے کے بروہی، ڈاکٹر خالد اسحاق، جسٹس (ر) اے کے صمدانی، جسٹس (ر) صلاح الدین، مولانا ظفر احمد انصاری، جسٹس (ر) مولانا تقی عثمانی، جسٹس (ر) پیر کرم شاہ الازہری، ڈاکٹر محمود احمد غازی جیسی نمایاں شخصیات نے اسلامی نظریاتی کونسل میں مسلسل چودہ ماہ تک بحث و مباحثہ کے بعد سفارشات کو حتمی شکل دی۔ان سفارشات کی بنیاد پر ہی 1979ء میں حدود کے قوانین کا نفاذ کیا گیا۔شام کے سابق سپیکر ڈاکٹر معروف دوالی، معروف شامی سکالر ڈاکٹر مصطفی زرقا اور سوڈان کے سابق اٹارنی جنرل سے بھی حدزنا آرڈی نینس کے بارے میں رائے لی گئی۔اس آرڈی نینس کے مسودہ کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر بھی کیا گیا تھا۔پاکستان میں رائج دیگر قوانین کے بارے میں تو شاید یہ اعتراض کیا جا سکے کہ اکثر قوانین وزارت قانون، پارلیمانی امور کی غلام گردشوں میں تدوین کے مراحل طے کرتے ہیں اور کسی صبح اچانک نافذ کر دیے جاتے ہیں لیکن حدود کے قوانین کے بارے میں ایسا اعتراض سراسر لاعلمی پر مبنی ہے۔

کیا اس آرڈی نینس کو غیر جمہوری انداز میں نافذ کیا گیا؟

ایک اعتراض یہ ہے کہ فرد واحد یعنی جنرل ضیاء الحق نے غیر جمہوری انداز میں اس قانون کو نافذ و جاری کیا۔جمہوری اداروں کے عدم موجودگی میں قانون سازی کا عمل بہر حال فرد واحد کی صوابدید پر منحصر ہوتا ہے۔اور کسی بھی قانون کی تشکیل سے قبل اس پر عوامی نمائندوں کی جانب سے ضروری بحث و مباحثہ کا رسمی عمل ممکن نہیں ہوتا لہٰذا یہ ابہام قائم رہتا ہے کہ ان قوانین کو عوام کی کس قدر تائید حاصل ہے تاہم حدود قوانین پر بحث کے حوالے سے یہ بحث اب اس اعتبار سے غیر متعلق ہو چکی ہے کہ 1979ء میں ان کے اجراء کے بعد 1985ء میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے یہ قوانین جمہوری طور پر منتخب اسمبلی نے منظور کر لیے تھے اور اس کے بعد ملک میں اکتوبر 2002ء میں ہونے والے انتخابات کے ذریعے پانچویں مرتبہ پارلیمنٹ قائم ہو چکی ہے اور منتخب اداروں نے اگر ان قوانین کو مسلسل جاری رکھا ہے تو یہ منتخب اداروں کی طرف سے ان قوانین کو جواز عطاء کرنے کی ہی ایک صورت ہے۔

کیا مثالی اسلامی معاشرہ کے قیام کے بغیر حدزنا آرڈی نینس کا نفاذ مناسب ہے؟

کہا جاتا ہے کہ جس معاشرے میں فحاشی اور عریانی عروج پر ہو،میڈیا کے زیراثر نوجوان نسل تیزی سے بے راہ روی کا شکار ہورہی ہو تو ان حالات میں حدزنا سخت سزاؤں کا نفاذ غیر مناسب ہے۔لہٰذا جب تک برائی پر آمادہ کرنے والے تمام عناصر کا قلع قمع نہیں کردیا جاتا اور ایک مثالی اسلامی معاشرہ وجود میں نہیں آجاتا اس وقت تک اس قانون کو ختم کردینا چاہیئے۔عملی طور پر انسانی معاشرے میں مثالی اسلامی معاشرے کا قیام ایک مشکل بات ہے نیز اس بات کا تعین کرنا کہ معاشرہ مثالی بن چکا ہے یا نہیں بھی ممکن نہیں اسلام نے جس مثالی معاشرے کی تصویر کشی کی ہے وہ دراصل ایک ہدف ہے جس کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد کرنا ضروری ہے۔دور حاضر میں جو معاشرے مہذب کہلاتے ہیں وہاں بھی جو چوری، ڈاکہ،فراڈ اور خواتین کی بے حرمتی جیسے واقعات بڑی تعداد میں وقوع پذیر ہوتے ہیں اس لئے یہ اعتراض محض فرار کا ایک راستہ ہے دراصل معاشرے سے برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ہی قوانین بنائے اور نافذ کیے جاتے ہیں۔حدزنا کا قانون بھی معاشرے کو پاکیزہ بنانے کے لئے بنایا گیا ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ موجودہ حالات میں جب بہت سے عناصر افراد کو جرم زنا کے ارتکاب پر مجبور کررہے ہیں تو سنگسار یا کوڑوں جیسی سخت سزا کا قانون مناسب ہے لیکن ہمارے خیال میں مسئلہ کا حل یہ ہرگز نہیں کہ اس قانون کو ہی ختم کردیا جائے بلکہ دراصل ان عناصر کا خاتمہ ہونا چاہیئے جو معاشرے کو برائی کی آماجگاہ بنا رہے ہیں۔یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ حدزنا کا قانون کوئی جامد قانون نہیں دراصل یہ عدالتوں کا کام ہے کہ وہ مقدمہ کی تفصیلات وواقعات کا پس منظر جرم کے محرکات اور ملزم کے حالات کو پیش نظر رکھ کر مقدمہ کا فیصلہ کرے اور سزا کا تعین کرے شریعت اسلامی میں ذرا سا شبہ بھی حدزنا کی سزا ساقط کردیتا ہے۔شریعت کا مستقل اصول ہے کہ ''شبہات کی بناء پر حدود ساقط ہوجاتی ہیں'' اس کا اندازہ اس حقیقت سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ 1979ء سے لے کر اب تک حد کی سزا پاکستان میں نافذ نہیں کی گئی لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ان مقدمات میں تمام ملزموں کو بری کردیا جاتا ہے بلکہ عدالت کو مقدمہ کے حالات کے مطابق تعزیری سزا دینے کا اختیار حاصل ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک قانون کو ختم کرنے کی بجائے معاشرے کو مثالی معاشرہ بنایا جائے اور افراد کی اصلاح وتربیت کرنے پر زور دیا جائے۔

کیا سزا کے لئے بلوغت کو معیار بنانا درست نہیں ہے؟

حدزنا آرڈی نینس کی دفعہ نمبر 5 اور 10 کے مطابق ہر عاقل بالغ شخص جو جرم زنا کا ارتکاب کرے گا وہ ان دفعات میں دی گئی سزا کا مستحق قرار پائے گا۔اس پر مندرجہ ذیل اعتراضات کیے جاتے ہیں:

ا) پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ ہمارے ملک میں عموماً 9/8 سال کی عمر کی بچیاں بھی بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتی ہے جو جسمانی طور پر تو بلوغ

زائد بالغ ہوتی ہے لیکن ذہنی طور پر اتنی پختہ نہیں ہوتیں کہ اس جرم کی نوعیت اور اس کے نتائج کو سمجھ سکیں۔ ایسی معصوم بچیوں کو ان دفعات کے تحت سزا دینا بڑا ظلم ہے۔

۲) دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ چونکہ فطری طور پر ایک بچی جلدی بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو وہ بچے کی نسبتاً جلد سزا کی مستحق قرار پاتی ہے یہ بھی ایک طرح کا امتیازی سلوک ہے جو عورت کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔

ان اعتراضات کے حوالے سے ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ کسی بھی قانون کا بنیادی مقصد معاشرے کو جرائم سے پاک کرنا اور افراد معاشرہ کو ان جرائم کے ارتکاب سے باز رکھنا ہے۔ جامع اور نقائص سے پاک قانون وہی ہوسکتا ہے جو جرم کے ارتکاب کی تمام امکانی صورتوں کا راستہ روکنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جسمانی طور پر بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد کوئی بھی بچہ یا بچی جنسی خواہش کو پورا کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لئے ایسا کوئی قانون موجود ہونا چاہیئے جو انہیں اس جرم کے ارتکاب سے باز رکھ سکے اگر کسی معاشرے میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں تو یہ اس معاشرے کے قانونی نظام میں ایک سقم ہے جسے بہر حال دور کیا جانا چاہیئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بچیاں جسمانی طور پر تو بالغ ہو جاتی ہے لیکن ذہنی طور پر اتنی پختہ نہیں ہوتیں کہ جرم کی نوعیت اور اس کے نتائج کو سمجھ سکیں۔ اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ انہیں سزا سے مستثنیٰ قرار دینے کو عمومی اصول نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اس طرح کم عمر بچے جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں میں کھلونا بن جائیں گے، تاہم عدالتوں کی یہ مستقل ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ ملزم ذہنی طور پر کتنا پختہ ہے اور ہر مقدمہ کی نوعیت کے مطابق کسی بھی ملزم کو سزا میں رعایت دی جاسکتی ہے یا اسے سزا سے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے۔

یہی بات تعزیرات پاکستان دفعہ نمبر 83 میں بھی بیان ہوئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

سات سے بارہ سال کی عمر کا بچہ جو اتنی پختہ سوچ کا مالک نہ ہو کہ اپنے رویے کی نوعیت اور اس کے نتائج کو اچھی طرح سمجھ سکے اگر کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ جرم تصور نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا دفعہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ 7 سال سے 12 سال تک کی عمر کا بچہ صرف اس صورت میں فوجداری مسئولیت سے مستثنیٰ ہے جب عدالت اس بات پر مطمئن ہو کہ وہ اتنی پختہ سوچ کا مالک نہیں ہے کہ اپنے رویے کی نوعیت اور اس کے نتائج کو اچھی طرح سمجھ سکے اسی طرح جو بچہ 12 سال سے زیادہ عمر کا ہے وہ فوجداری مسئولیت سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اسے جرم کے ارتکاب پر سزا دی جائے گی۔ جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اسے امتیازی سلوک ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا اس لئے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچنے کے بعد ایک بچی یا بچہ اس جرم کے ارتکاب کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں لہٰذا اس جرم کے ارتکاب کا راستہ روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون سازی موجود ہو۔ اس بات کو ہم اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ مثال کے طور پر اگر یہ قانون بنایا جائے کہ لڑکا ہو یا لڑکی اس جرم

کا ارتکاب 12 سال کی عمر سے قبل کرتے ہیں تو اس کا سد باب کیسے ممکن ہوگا؟ یہ اس قانون میں موجود ایک سقم کہلائے گا نیز ایک تکنیکی مسئلے کو خواہ مخواہ خواتین سے امتیازی سلوک قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں۔

ہم یہاں اس بات کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں کہ بچوں کے حوالے سے سب سے پہلے قانون سازی اسلام نے کی۔ اسلامی شریعت میں ولادت سے لے کر بلوغت تک ادراک واختیار کی تکمیل کے مختلف مراحل کے لحاظ سے بچوں کے احکام مختلف ہے ولادت سے لے کر سن بلوغ تک انسان کئی مراحل سے گزرتا ہے۔ پہلا مرحلہ جس میں ادراک موجود نہیں ہوتا تو وہ ناسمجھ بچہ یعنی صبی غیر ممیز ہے یہ مرحلہ سات سال تک جاری رہتا ہے اگر بچہ سات سال کی عمر سے قبل کوئی جرم کرے تو اسے کوئی سزا نہ دی جائے گی اور ایسا بچہ فوجداری مسئولیت سے مستثنیٰ ہوگا۔

دوسرا مرحلہ سات سال کے بعد شروع ہوکر بلوغت پر ختم ہوتا ہے یہ سمجھدار بچہ یا صبی ممیز کہلاتا ہے یہ بھی فوجداری مسئولیت سے مستثنیٰ ہے اسے کسی جرم کے ارتکاب پر سزا نہیں دی جائے گی تاہم اسے ایسی تادیبی سزا دی جاسکتی ہے جس کا مقصد تنبیہ اور سرزنش ہو تیسرا مرحلہ بلوغ کے بعد شروع ہوتا ہے ایسا فرد جرم کے ارتکاب پر سزا کا مستحق ہوگا اس کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں بلکہ علامات بلوغ کے ظاہر ہوتے ہی یہ مرحلہ شروع ہوجاتا ہے۔

کیا سابقہ قانون اس آرڈی نینس سے بہتر تھا؟

ایک خیال یہ ہے کہ چونکہ پاکستان کی خواتین یہاں کے مخصوص معاشرتی پس منظر کی وجہ سے پوری آزاد اور خود مختار نہیں ہوتیں اس لئے ان غیر مساوی حالات میں زنا کے مقدمات میں عورت کو ملزم بنانا درست نہیں لہٰذا سابقہ قانون حد زنا آرڈی نینس کی نسبت بہتر تھا اسے بحال کیا جائے۔ سابقہ قانون یعنی تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 497 کے مطابق زنا کی مقدمات میں صرف مرد ملزم ہوتا تھا اور وہ بھی اس صورت میں جب وہ کسی شادی شدہ عورت سے اس کے شوہر کی اجازت یا اس کی ملی بھگت کے بغیر اس جرم کا ارتکاب کرتا۔ بالفاظ دیگر زنا بذاتِ خود کوئی جرم نہ تھا بلکہ صرف اس لیے جرم تھا کہ شوہر کے حق میں کسی دوسرے نے مداخلت کی ہے۔ اسی طرح کنواری بیوہ اور مطلقہ خواتین کے ساتھ ان کی مرضی سے فعل زنا کا ارتکاب کوئی جرم نہ تھا۔ اس دفعہ کے تحت دراصل معاشرے کے بدکردار اور بیمار ذہنیت کے حامل افراد کو کھلی چھٹی دے دی گئی تھی۔ جو کہ ہماری معاشرتی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے متصادم تھی چنانچہ جو لوگ جائز نکاح کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنا درست سمجھتے ہیں ان کی جانب سے یہ مطالبہ قابل فہم ہے لیکن جو لوگ نکاح کے بغیر جنسی تعلقات کو غلط سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سابقہ قانون میں ایک ایسا سقم موجود تھا جسے دور کرنا ضروری تھا، اسلام زنا کو معاشرے کے لئے سخت نقصان دہ سمجھتا ہے اور اسے مطلقاً حرام قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولاتقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة وساء سبیلا ترجمہ: زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل 32) نیز فرمایا کہ "الزانية والزاني

فاجلدو کل واحدٍ منهما مائة جلدةٍ۔" ترجمہ: زانی عورت اور زانی مرد ہر ایک کو 100 کوڑے مارو (سورۃ النور 2) جرم زنا کو حرام دیتے ہوئے اس پر سخت ترین سزا تجویز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ فرد اور معاشرے کو ان قباحتوں سے بچانا چاہتے ہیں جو اس فعل کا لازمی نتیجہ ہیں یہ نتائج مندرجہ ذیل ہو سکتے ہیں:

ا) ایک زانی اپنے آپ کو امراض خبیثہ کے خطرے میں مبتلا کرتا ہے اور اس طرح وہ نہ صرف اپنی جسمانی قوتوں کی اجتماعی افادیت میں نقص پیدا کرتا ہے بلکہ معاشرے اور نسل کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ ایڈز جیسی بیماریوں کے پھیلنے سے آج مغرب خود پریشان ہیں اور اس بات کی تبلیغ پر مجبور ہے کہ لوگ اپنے آپ کو صرف اپنی قانونی بیوی تک محدود رکھیں۔ بعض امراض وہ ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں

۲) ایک زانی کے لئے ان اخلاقی کمزوریوں سے بچانا ممکن ہے جن کا اس کے کردار میں پیدا ہونا اس فعل کا لازمی نتیجہ ہے۔ بے حیائی فریب کاری، جھوٹ، بد دیانتی، خود غرضی، خواہشات کی غلامی، ضبط و زائد نفس کی کمی، خیالات کی آوارگی، اور بے وفائی جیسی برائیاں زانی میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی معاشرے میں یہ برائیاں عام ہو جائے تو ان کی سب سے پہلی زد خاندان کے استحکام اور خوشیوں پر پڑتی ہے۔ جو کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہے اور پھر وسیع تر سطح اس معاشرے کے آرٹ و ادب، تفریحات اور کھیل، علوم وفنون فوجی خدمات، اور نظام تہ وبالا ہو کر رہ جاتے ہیں۔

۳) جو شخص یہ کہتا ہے ایک جوان مرد کو "تفریح" کا حق حاصل ہے وہ گویا ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ معاشرے میں جسم فروش عورتوں کا طبقہ مستقل طور پر موجود رہنا چاہیئے۔

۴) معاشرے میں زنا کے عام ہونے سے نکاح کی اہمیت کم ہو جاتی ہے جس معاشرے میں ذمہ داریاں قبول کئے بغیر خواہشات نفس کے تسکین کے مواقع حاصل ہوں وہاں افراد نکاح کر کے اپنے سر بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ کیوں ڈالیں گے۔

۵) زنا کے عام ہونے سے معاشرے کو ایک بڑی تعداد میں بن باپ کے بچے ملتے ہیں جن کا خیر مقدم کرنے کے لئے نہ ماں تیار ہوتی ہے اور نہ باپ اور نہ ہی معاشرہ انہیں قبول کرتا ہے اور ایک مطلوب چیز کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ناگہانی مصیبت کی حیثیت سے والدین کے درمیان آتا ہے۔ اسے باپ کی محبت اور وسائل میسر نہیں ہوتے ایسے بچے ناقص اور نامکمل انسان بن کر ابھرتے ہیں اور معاشرے کے لئے ایک بوجھ بن جاتے ہیں۔

۶) زنا کے ذریعے ایک خود غرض انسان جس عورت کو ایک بچے کی ماں بنا دیتا ہے اس عورت کی زندگی ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جاتی ہے اور اس پر ذلت اور نفرت عامہ کا ایسا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ جیتے جی وہ اس کے بوجھ کے نیچے سے نہیں نکل سکتی۔ ایک جائز بچے کی ماں اور ایک ناجائز بچے کی ماں کو معاشرہ کبھی بھی مساوی درجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور حقیقت میں وہ مساوی ہو بھی کیسے ہو سکتی ہیں۔

۷) جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مخصوص معاشرتی پس منظر کہ وجہ سے پاکستان کی خواتین پوری طرح آزاد اور خود مختار نہیں ہوتیں۔اس لئے ان غیر مساوی حالات میں زنا کے مقدمات میں عورت کو ملزم بنانا درست نہیں! اسے ایک عمومی اصول نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اگر اسے عمومی اصول بنایا جائے تو ایسی صورت میں معاشرے کو برائیوں سے بچانا ممکن نہیں رہتا اور بدکردار لوگوں کو اس جرم کے ارتکاب کے لئے ایک جواز ہاتھ آجاتا ہے۔نیز محض جنس کی بنیاد پر ایک فریق کو جرم سے مستثنٰی قرار دینا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔یہ خود ایک امتیازی سلوک ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہوسکتا جو آئین پاکستان کی بھی خلاف ورزی ہے تاہم عدالتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ کسی بھی مقدمہ کی سماعت کے دوران اس بات کا خیال رکھیں کہ آیا یہ جرم عورت کی آزاد مرضی سے وقوع پذیر ہوا ہے یا اس میں عورت پر کسی بھی درجے کا جبر موجود تھا

کیا سنگساری کی سزا غیر اسلامی ہے؟

ایک رائے یہ ہے کہ اس آرڈی نینس میں بیان کردہ سنگساری کی سزا غیر قرآنی اور غیر اسلامی ہے کیونکہ قرآن مجید جس آیت میں جرم زنا پر حد کی سزا مقرر کی گئی ہے۔اس میں صرف کوڑوں کی سزا مذکور ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے" الزانية والزاني فاجلدو كل واحدٍ منهما مائة جلدةٍ." ترجمہ: زانی عورت اور زانی مرد ہر ایک کو 100 کوڑے مارو" (سورۃ النور 2)۔

سنگسار کی سزا کا جواز:

یہ بات صحیح ہے کہ مذکورہ آیت میں جرم زنا کی سزا سنگسار کرنا نہیں ہے بلکہ سو کوڑے مارنا ہے لیکن سنگسار کرنے کی سزا کا جواز ہمیں سنت رسول ﷺ سے ملتا ہے۔بکثرت معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف قولاً شادی شدہ زانی کی سزا سنگساری تجویز فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے عملاً متعدد مقامات میں یہی سزا نافذ بھی فرمائی ہے۔اگر سنگساری سے متعلق احادیث کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوھریرۃؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سمیت اکیاون صحابہ کرام نے ان احادیث کو نقل کیا ہے۔اس طرح یہ سزا سنت متواترہ سے ثابت ہوجاتی ہے۔ (سنت متواترہ وہ سنت ہے جسے اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا ممکن نہ ہو) فقہاء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ سنت متواترہ کا حکم بھی قرآن کے حکم کی طرح ہے۔اسی طرح غامدیہ، ماعز، عسیف، اور یہودیوں کے ایک مقدمہ میں آپ ﷺ نے یہ سزا عملاً نافذ بھی فرمائی۔

غامدیہ قبیلہ غامد کی عورت تھی اس نے آکر چار مرتبہ اقرار کیا کہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور اسے ناجائز حمل ہے۔آپ ﷺ نے اسے پہلے اقرار پر فرمایا:" واپس چلی جاؤ، اللہ سے معافی مانگو اور توبہ کرو" مگر اس نے کہا" یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے ماعز کی طرح

ٹالنا چاہتے ہیں میں زنا سے حاملہ ہوں" آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا تم نہیں مانتی تو چلی جاؤ اور وضع حمل کے بعد آنا" وضع حمل کے بعد وہ بچے کو ساتھ لے کر آئی اور کہا: "اب مجھے پاک کر دیجئے" آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اسے دودھ پلاؤ، دودھ چھوٹنے کے بعد آنا" پھر وہ دودھ چھڑانے کے بعد آئی اور ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی لے آئی بچے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا کر آپ ﷺ کو دکھایا اور عرض کیا" یا رسول اللہ اب اس کا دودھ چھوٹ گیا ہے اور دیکھیے یہ روٹی کھانے لگا ہے" تب آپ ﷺ نے بچے کو پرورش کے لئے ایک شخص کے حوالے کیا اور اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

متعدد صحابہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" کوئی مسلمان شخص جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون تین صورتوں کے سوا کسی صورت میں حلال نہیں ہے ایک یہ کہ جان کے بدلے جان لی جائے" یعنی قصاصاً کسی کو قتل کیا جائے" دوسرا شادی شدہ شخص زنا کرے۔ تیسرا کوئی شخص اپنا دین چھوڑ دیں۔ اور اپنی جماعت سے جدا ہو جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" اولاد اس کی جس کا بستر اور زانی کے لئے پتھر ہیں"

خلفاء راشدین کا عمل اور فقہائے امت کا اتفاق:

آپ ﷺ کے دور کے بعد چاروں خلفائے راشدین نے نہ صرف اس سزا کے شرعی ہونے کا بار بار اعلان کیا بلکہ اپنے اپنے دور میں یہ سزا نافذ بھی کی صحابہ کرامؓ اور تابعین میں یہ مسئلہ بالکل متفق علیہ تھا۔ کسی ایک شخص کا بھی کوئی قول ایسا موجود نہیں جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکے کہ کسی کو اس سزا کے ثابت شدہ حکم شرعی ہونے میں کوئی شک تھا ان کے بعد بھی تمام زمانوں اور حکومتوں کے فقہائے امت اس بات پر متفق رہے ہیں کہ جرم زنا پر شادی شدہ شخص کے لئے سنگسار کی سزا سنت ثابتہ ہے اور کوئی صاحب علم اس کا انکار نہیں کر سکتا، امت مسلمہ کی پوری تاریخ میں سوائے خوارج اور بعض معتزلہ کے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا اور ان کے انکار کی وجہ بھی یہ نہیں تھی کہ وہ اسے سنت متواترہ سے ثابت نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کا کہنا یہ تھا کہ چونکہ مذکورہ آیت میں ہر طرح کے زانی کی سزا 100 کوڑے مقرر کی گئی تھی۔ لہٰذا شادی شدہ زانی کے لئے الگ سزا تجویز کرنا قانون خداوندی کے خلاف ہے حالانکہ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ قرآن کے الفاظ جو وزن رکھتے ہیں وہی وزن ان کی اس تشریح کا بھی ہے جو آپ ﷺ کے سنت سے ثابت ہے۔ خوارج اور بعض معتزلہ کی دلیل کو درست نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ بے شمار قرآنی احکامات ایسے ہیں جن کی تشریح ہمیں سنت سے ملتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم مطلق ہے اور کہیں بھی چوری شدہ چیز کی حد مقرر نہیں کی گئی، اس کی تشریح ہمیں سنت سے ملتی ہے اگر ہم سنت میں مذکور تشریح کو در خور اعتنا نہ سمجھیں تو ایک سوئی یا ایک بہت معمولی چیز کی چوری پر بھی ہمیں چور کا ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔ اسی طرح قرآن مجید میں محرکات کے ذکر میں صرف رضاعی بہن اور رضاعی ماں کو محرم قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ رضاعی بیٹی کی حرمت سنت میں مذکور ہے اسی طرح قرآن میں صرف دو

بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جبکہ خالہ، بھانجی اور پھوپی، بھتیجی کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنے کے بارے میں کوئی حکم قرآن میں مذکور نہیں۔ اس کا حکم بھی ہمیں سنت میں ملتا ہے اسی طرح قرآن مجید ہمیں حکم دیتا ہے کہ خرید و فروخت کرتے وقت گواہ بنالو۔ اب اگر ہم خوارج اور معتزلہ کے استدلال کو صحیح مان لیں تو وہ تمام خرید و فروخت ناجائز ہو جاتی ہے۔ جو دن رات ہماری دکانوں پر گواہوں کی غیر موجودگی میں ہوتی ہے یہ صرف چند مثالیں ہیں اسی طرح کے بے شمار مثالیں ہمیں قرآن مجید و سنت میں ملتی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سنت میں مذکور سنگساری کے تمام فیصلے سورۃ نور کی مذکورہ آیت کے نزول سے پہلے کے ہیں لیکن یہ سوال بھی محض ایک غلط فہمی کا نتیجہ ہے احادیث کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ سورۃ نور کی مذکورہ آیت کے نزول کے بعد بھی آپ ﷺ نے سنگسار کا حکم نافذ فرمایا۔ سورۃ نور کا نزول ۵ ہجری میں غزوہ بنوالمصطلق کے بعد اس وقت ہوا جب بعض منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی جب کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں رجم کا جو سب سے پہلا واقعہ ہوا تھا وہ یہودیوں کا واقعہ تھا جو ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا۔

اس سلسلے میں ایک خیال یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ مذکورہ آیت میں بیان کردہ سزا عام ہے جس میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ میں کوئی فرق نہیں ہے اگر مذکورہ بالا احادیث کی بنیاد پر احادیث سنگساری کی سزا کو حکم شرعی مان لیا جائے تو اس سے لازم ہو جائے گا کہ حدیث نے قرآن مجید کی اس آیت کو منسوخ کر دیا حالانکہ حدیث کے ذریعے قرآن کریم کی کسی آیت کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا نیز یہ خیال کہ سنت میں شادی شدہ زانی کے لئے سنگساری کی جو سزا تجویز کی گئی ہے وہ سورۃ نور کی مذکورہ آیت سے متصادم ہیں، بھی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کی سورۃ نور کی مذکور آیت عام ہے اور سنت میں مذکور حکم خاص صورت کے ساتھ مخصوص ہے فقہ کا اصول یہ ہے کہ جہاں ایک جگہ حکم عام ہو اور دوسری جگہ خاص تو ان کو نہ تو باہم متصادم سمجھا جائے گا اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ ایک قانون نے دوسرے قانون کو منسوخ کر دیا اس کی دو توجیہات ممکن ہے ایک یہ کہ سنت نے سورۃ نور کی آیت میں تخصیص پیدا کر کے اس کے حکم کو غیر شادی شدہ زانی کی حد تک محدود کر دیا اور دوسری یہ کہ سنت نے سورۃ نور کے حکم کو نہ تو منسوخ کیا ہے اور نہ ہی تخصیص کی ہے۔ بلکہ وہ اپنے عموم پر برقرار ہے۔ البتہ شادی شدہ زانی بیک وقت دونوں سزاؤں کا حقدار ہو جاتا ہے۔ قرآن کی رو سے کوڑوں کا اور سنت کی رو سے سنگساری کی سزا کا۔ لیکن فقہ کا اصول یہ ہے کہ ''چھوٹی سزا بڑی سزا میں مدغم ہو جاتی ہے'' لہٰذا عملاً صرف سنگساری کی سزا دی جائے گی۔ قرآن کی عموم کی تخصیص سنت متواتر کے ذریعے بالا جماع جائز ہے اور اس مسئلہ پر کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

اس بحث کی مثال اگر ہم موجودہ دور سے لینا چاہیں تو تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 379 چور کی سزا ۳ سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں تجویز کرتی ہے۔ اس میں ہر طرح کا چور شامل ہے خواہ اس نے کسی رہائشی مکان سے چوری کی ہو یا دکان سے، جب کی دفعہ نمبر ۳۸۰ میں یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی رہائشی مکان میں چوری کا ارتکاب کریں تو اس کی سزا، ۷ سال قید تک ہو سکتی ہے اس دفعہ میں ایک خاص قسم کی

چوری کا ذکر ہے جو دفعہ نمبر ۳۷۹ کے عموم میں بھی داخل تھی تو کیا اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ دفعہ نمبر ۳۸۰ دفعہ ۳۷۹ سے متصادم ہے یا دفعہ ۳۸۰ نے دفعہ ۳۷۹ کو منسوخ کر دیا ہے، یہی صورت حال زانی کے سزا کی سلسلے میں واقع ہوئی ہے۔

کیا سنگساری اور کوڑوں کی سزائیں ظالمانہ ہیں؟

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حدود کی سزائیں ظالمانہ اور سخت ہے اور بعض لوگ تو انہیں وحشیانہ بھی قرار دیتے ہیں انسانی نفسیات یہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں فائدے اور نقصان کا موازنہ کرتا ہے اگر فائدے کا پہلو غائب ہوتا ہے تو گر گزرتا ہے اور اگر نقصان کا پہلو غائب ہوتا ہے تو گریز کرتا ہے۔ چنانچہ انسان ارتکاب جرم میں بھی اس اصول کو پیش نظر رکھتا ہے اگر اسے فائدے کی امید زیادہ ہو اور سزا کی کم تو وہ اس جرم کا ارتکاب کر گزرے گا اور اگر اس کی سزا شدید ہوگی تو وہ اس جرم سے دور رہے گا۔ شریعت اسلامیہ نے اسی انسانی نفسیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سزائیں مقرر فرمائی ہے، جو جرائم معاشرے کے لئے خطرناک ہے ان پر نرمی برتنا معاشرے کے لئے زیادہ نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس میں زیادہ سخت سزائیں تجویز کی گئی ہے۔

سنگساری کی سزا:

جہاں تک سنگساری کی سزا کا تعلق ہے اس کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ ایک تکلیف دہ طریقہ ہے یہاں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کہ سنگساری کی سزا دراصل سزائے موت ہی ہے اور قوانین عالم میں متعدد جرائم کی سزا موت تجویز کی گئی ہے سزائے موت کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں مثلاً پھانسی دینا، تلوار سے قتل کرنا، گیس کے ذریعے مارنا، بجلی کے جھٹکے سے مارنا، گولی سے مارنا یا پتھروں سے مارنا وغیرہ یہ سب موت کے طریقے ہیں لیکن موت اپنی جگہ ایک ہی ہے۔ اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ گولی سے موت جلد واقع ہو جاتی ہے اور پتھروں سے ہر صورت میں موت دیر سے آتی ہے تو ایسا شخص کھلی غلطی میں مبتلا ہے بعض اوقات گولی بھی مقام پر نہیں لگتی اور موت میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اور پتھر مقام قتل پر لگ جاتے ہیں، اور موت فوراً واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گولی مارنے والے کم تعداد میں ہوتے ہیں اور ان کی گولیاں بھی محدود ہوتی ہیں جب کہ پتھر مارنے والوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے اور وہ اس وقت تک مارتے رہتے ہیں جب تک اس شخص کی موت واقع نہ ہو جائے۔ ذرا تصور کیجئے کہ ایک آدمی کو سینکڑوں لوگ پتھروں سے مار رہے ہوں تو کیا وہ گولی کی موت سے جلدی نہیں مرجائے گا، تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اکثر اوقات پھانسی کی رسی سے موت جلدی واقع نہیں ہوتی، اسی طرح گیس اور بجلی کے جھٹکے دینے سے بھی موت میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

اس سزا کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ موت کے بارے میں یہ سوچنا کہ جلد واقع ہو جائے نظریہ سزا کے سراسر منافی ہے کیونکہ موت میں اگر تکلیف اور عذاب کا پہلو نہ رہے تو یہ سب سے معمولی سزا بن جائے۔ کیونکہ لوگ بذات خود موت سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا مرنے کی

تکلیف سے ڈرتے ہیں یہ بات درست ہے کہ مرنے والے کے لئے تکلیف اور عذاب کی کوئی اہمیت نہیں لیکن معاشرے کے دیگر افراد کو تنبیہ اور خوف زدہ کرنے کے لئے اس تکلیف کا ہونا ضروری ہے۔اسی طرح جو لوگ زانی کے سزائے موت سے اس قدر گھبراتے ہیں اور اگر اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زنا کی وجہ سے ہونے والے قتل کی تعداد دوسری وجوہات کی بناء پر ہونے والے قتل کی نصف ہوتی ہے عملاً صورت حال یہ کہ اگر کوئی اپنی بیوی یا بیٹی کو کسی کے ساتھ ملوث دیکھتا ہے تو دونوں کو خود سنگسار کیے جانے کی سزا کو اختیار کرتا اس واقعی صورت حال کا اعتراف ہے۔

کوڑوں کی سزا:

کوڑوں کی سزا کی خصوصیات یہ ہے کہ اس کا رخ مجرم کی مادی حساسیت کی طرف ہوتا ہے جس چیز سے مجرم زیادہ ڈرتے ہیں وہ جسمانی اذیت ہے اس لئے ان کو خوفزدہ کرنے کے لئے اس نفسیات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے یہ تصور کہ یہ سزا احترام انسانیت کے منافی ہے ایک بے بنیاد بات ہے جب مجرم نے اپنا احترام خود ملحوظ نہیں رکھا تو اس کے احترام کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔نیز ایک یا دو اشخاص کو شدید جسمانی اذیت پہنچا کر لاکھوں اشخاص کو اخلاقی اور معاشرتی نقصان سے بچا لینا اس سے بہتر ہے کہ مجرم کو تکلیف سے بچا کر اس کی پوری قوم کو ایسے نقصانات میں مبتلا کر دیا جائے جو آنے والی بے گناہ نسلوں پر بھی اثر انداز ہوتے رہتے رہیں،اسی طرح جو لوگ اسلامی سزا کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں وہ دراصل معقولات کی بجائے محسوسات کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں جو نقصان ایک فرد پر مرتب ہوتا ہے وہ چونکہ محدود شکل میں محسوس طور پر ان کے سامنے آتا ہے اس لئے وہ اسے ایک امر عظیم سمجھتے ہیں اس کے برخلاف وہ اس نقصان کی اہمیت کا ادراک نہیں کرتے جو وسیع پیمانہ پر پورے معاشرے اور آئندہ نسلوں پر مرتب ہوتا ہے۔جو لوگ اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ یا سخت قرار دیتے ہیں انہیں مذکورہ آیت کا یہ حصہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے۔''**ولا تاخذ کم بھما رافة فی دین اللہ**''ترجمہ:اور تم لوگوں پر ان دونوں پر اللہ کے دین کے معاملے میں ذرا رحم نہ آئے۔(سورۃ النور ۲) یہ دراصل اللہ کی تنبیہ ہے کہ زانی اور زانیہ پر میری تجویز کردہ سزا نافذ کرنے میں مجرم کے لئے رحم اور شفقت کا جذبہ تمہارے ہاتھ نہ پکڑے۔اس بات کو مزید وضاحت کے ساتھ نبی ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ:''قیامت کے روز ایک حاکم کو لایا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑا کم کر دیا تھا پوچھا جائے گا یہ حرکت تو نے کیوں کی''؟ وہ عرض کرے گا''آپ کے بندوں پر رحم کھا کر''ارشاد ہوگا''اچھا تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا''پھر حکم ہوگا''لے جاؤ اسے دوزخ میں''ایک اور حاکم لایا جائے گا اس نے حد پر ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا۔پوچھا جائے گا''تو نے یہ کس لئے کیا تھا''وہ عرض کرے گا''تا کہ لوگ آپ کے نافرمانیوں سے باز رہیں''ارشاد ہوگا''تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ منصف تھا''پھر حکم ہوگا''اسے لے جاؤ دوزخ میں''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود کے مقدمات میں مجرم کو وہی سزا دی جائے گی جو اللہ نے تجویز کی ہے سنگساری اور کوڑوں کی سزا کی بجائے کوئی اور سزا دینا اگر رحم اور شفقت کی بنیاد پر ہو تو معصیت ہے اور اگر اس خیال کی بناء پر ہو کہ سنگساری اور کوڑوں کی سزا

ایک وحشیانہ سزا ہے تو یہ قطعی کفر ہے جو ایک لمحہ کے لئے بھی ایمان کے ساتھ ایک سینہ میں جمع نہیں ہوسکتا۔

کوڑوں کی سزا کوئی نئی سزا نہیں ہے جو پہلی مرتبہ متعارف کروائی جارہی ہو اس وقت بھی امریکہ اور انگلینڈ جیسے ممالک میں بعض جرائم کے لئے کوڑوں کی سزا مقرر ہے حتیٰ کہ پاکستان کی جیلوں میں آج بھی یہ سزا جاری ہے اور عدالت ہی نہیں بلکہ جیل کا ایک سپرنٹنڈنٹ بھی ایک قیدی کو 30 تک کوڑوں کی سزا دینے کا مجاز ہے کوڑوں کی کم از کم تعداد 15 مقرر کی گئی ہے۔ کوڑے قسطوں کی بجائے ایک ہی دفعہ لگائے جاتے ہیں، اور جسم کے ایک مخصوص حصے پر لگائے جاتے ہیں اس سلسلہ میں یہ اصول وضع کیا گیا ہے کہ کوڑوں کی سزا ایسی سخت ہونی چاہیئے جو قیدی کو آئندہ جرم کا ارتکاب کرنے سے باز و ممنوع رکھ سکے نیز 16 سال سے کم عمر قیدیوں کو بھی 15 تک کوڑوں کی سزا دی جاسکتی ہے۔ یہاں شریعت اسلامی میں کوڑوں کی سزا کے اجراء کے طریقہ کار کے بارے میں احکامات کو بیان کرنا بھی مفید ہوگا۔

کوڑوں کی سزا کے اجراء کا شرعی ضابطہ کار:

1: کوڑا اوسط درجے کا ہو۔

2: نہ بہت موٹا اور سخت ہو اور نہ ہی بہت پتلا اور نرم ہو۔

3: مار بھی اوسط درجے کی ہونی چاہیئے۔ کوڑا مارنے والا اس طرح مارے کہ اس کے بغل نہ کھلے۔

4: ضرب زخم ڈال دینے والی نہ ہو۔

5: ایک ہی جگہ نہیں مارنا چاہیئے بلکہ منہ، سر اور شرمگاہ کے علاوہ پورے جسم پر مار کو پھیلا دینا چاہیئے۔

6: مرد کو کھڑا کرکے اور عورت کو بٹھا کر مارنا چاہیئے۔

7: سخت سردی اور سخت گرمی کے وقت مارنا ممنوع ہے نیز موسم سرما میں گرم وقت اور موسم گرما میں ٹھنڈے وقت مارنے کا حکم ہے

8: باندھ کر مارنے کی اجازت نہیں ہے الا یہ کہ مجرم بھاگنے کی کوشش کرے۔

9: کوڑے قسطوں میں بھی مارے جاسکتے ہیں۔

10: کوڑے مارنے کا کام جٹ جلادوں سے نہیں لینا چاہیئے بلکہ صاحب علم و بصیرت آدمیوں کو یہ خدمت سرانجام دینی چاہیئے۔ جو جانتے ہوں کہ شریعت کا تقاضہ پورا کرنے کے لئے کس طرح مارنا چاہیئے۔

11: اگر مجرم مریض ہو اور اس کے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو یا بہت بوڑھا ہو تو سو شاخوں والی ایک ٹہنی یا سو تیلیوں والا ایک جھاڑو لے کر صرف ایک دفعہ مار دینی چاہیئے اگر حاملہ عورت ہو تو وضع حمل کے بعد نفاس کا زمانہ گزر جانے کا انتظار کرنا ہوگا۔

12: اگر زنا گواہیوں سے ثابت ہو تو گواہ کوڑے مارنے کی ابتداء کریں گے اور اقرار کی بنیاد پر سزا دی جارہی ہو تو قاضی خود ابتدا کرے گا۔